ارشادات علویہ کی روشنی میں محنت ومزدوری کی عظمت

پروفیسر شاہ محمد وسیم، علی گڑھ

نہج البلاغہ سید شریف رضی (متولد ۳۵۹ ہجری، بغداد) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت علیؑ کے خطبات، مکتوبات اور کلمات قصار کو شامل کیا ہے۔ مؤلف نے انہیں نہایت محنت وجانفشانی کے ساتھ یکجا کیا، اوران پر حواشی بھی تحریر فرمائے۔ دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں کہ ’’بعید نہیں ہے کہ جو کلام مجھ سے چھوٹ گیا ہے، وہ اس سے بہت زیادہ ہو، جو ملا ہے یا جو میرے حصہ میں آیا ہے، وہ کم‘‘۔ [۱]

علاّمہ ابن ابی الحدید نے اپنی تفسیر نہج البلاغہ میں عباسی دور کے مشہور دفتر دار عبد الحمید یحیٰ (متوفی ۱۳۲ھ) کا یہ بیان درج کیا ہے کہ ’’میں نے علی ابن ابی طالبؑ کے ۷۰ خطبوں کو حفظ کرلیا ہے اور مجھ پر ان کے فوائد اور برکات نہایت ہی عیاں ہیں۔‘‘ [۲]

خواجہ حسن نظامی نے ان مسلم دانشوروں کی ایک فہرست مرتب کی ہے، جنہوں نے حضرت علیؑ کی تعلیمات کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہے۔ [۳]

۱۔حافظ ہمدان ابراہیم، مؤلف سیرت علیؑ، متوفی ۱۸۱ ہجری

۲۔احمد بن ابراہیم، مؤلف مسند علیؑ، متوفی ۲۲۶ ہجری

۳۔محمد بن عبد اللہ، مؤلف مسند علیؑ، متوفی ۳۵۸ ہجری

۴۔علی بن یعقوب بن شبہ، مؤلف احبار وسیار علیؑ، متوفی ۲۶۲ ہجری

۵۔قاضی اسمٰعیل، مؤلف مسند علیؑ، متوفی ۲۸۳ ہجری

۶۔ابوبکر بن علی، مؤلف مسند علیؑ، متوفی ۲۹۲ ہجری

۷۔احمد بن شیخ نسائی مسند علیؑ، متوفی ۳۰۳ ہجری

مندرجہ بالا محققین کے علاوہ اور بہت سے دوسرے محققین اور دانشوروں نے، جن میں شیخ محمد عبدہ بھی شامل ہیں، حضرت علیؑ کے خطبات، مکتوبات اور کلمات قصار کو درج کیا، ان کی تشریح کی اور ان کے حوالہ سے حضرت علیؑ کی مدح سرائی کی ہے۔ شیخ محمد عبدہ، نہج البلاغہ کو، قرآن کے بعد

سب کتب پر ترجیح دیتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ''منجملہ ان لوگوں کے، جو عربی سے واقف ہیں ایسا کوئی نہیں ہے جو اس پر متفق نہ ہو کہ اللہ اور نبیؐ کے کلام کے بعد امیر المومنینؑ کا کلام زیادہ بلیغ، زیادہ پر معنی اور زیادہ فائدہ مند ہے، سب دوسرے شخصی کلام سے۔'' ۲

بیشک! علیؑ کی شہرت یورپ میں رونما ہونے والے نشاط ثانیہ کے دور میں پہنچ چکی تھی۔ مسعودی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کے کم سے کم ۴۸۰ کلمات، تقاریر اور مکتوبات کو، جو مختلف النوع عنوانات مثلاً، فلسفۂ مذہب، قانون اور سیاست سے متعلق ہیں۔ زید ابن عبد الوہاب نے خود امامؑ کی زندگی میں جمع کر لئے تھے۔

ایڈورڈ پوکاک (Edward Powcock)۔ ۱۶۰۴ء-۱۶۹۱ء۔ نے، جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے، سب سے پہلے علی علیہ السلام کے کلام بلیغ کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا ۳ دور حاضر میں جارج جرداق (George Jordac) نے اپنی کتاب ''صوت العدالۃ الانسانیۃ'' ۴ میں حضرت علیؑ کو حقوق انسانی (Human Rights) کے مؤثر محافظ، مثالی حکمراں اور قرآن وتعلیمات پیغمبرؐ پر سختی کے ساتھ عمل درآمد کرنے والے اور تعصب سے بالاتر انسان عظیم کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

ایسے ہیں صاحب نہج البلاغہ جن کی مدح سرائی منجملہ اور لوگوں کے گبن (Gibbon) جرجی زیدان (Jurjy Zaidan) میتھو آرنلڈ (Mathew Arnold)، عبد المسیح انطا کی (Abdul Maseeh Antaki) اور کرنل آسبرن (Colonel Osborne) وغیرہ نے کی ہے۔ مشہور فرانسیسی مصنف اویلسنر (Oelsner) نے اپنی کتاب (Les effectsde La Religion de Mohamed) یعنی محمدؐ کے دین کے اثرات کے لکھنے والے ہیں، حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپؑ وہ ہیں، جو: ''پاک، ونیک باطن دانشور تھے، جنہیں نہ تو خوف سے واسطہ تھا اور نہ سرزنش سے'' کیونکہ ''آپؑ نے دنیا کے سامنے بے پناہ شرافت اور بہادری کے بھرپور اور پُرعظمت کردار کا ایک بہترین نمونہ عمل پیش فرمایا ہے۔'' آپؑ کا جذبہ محمدؐ کی پاکیزگی کا مظہر تھا۔ اس جذبہ نے دنیائے اسلام کو اپنے سایہ تلے لے لیا اور آنے والے ادوار کے لئے مخزن دانش بن گیا''۔ ۵

مصر کے مشہور فلسفی اور تاریخ داں پروفیسر محمد کامل عطا، کے الفاظ میں علیؑ کی ''زندگی مسرت آمیز حوادث، خون آشام معرکوں اور غمگین واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ ان کی اعلیٰ اور وسیع خصوصیات کی وجہ سے ان کی شخصیت نہایت اہم ہے۔ ان کی زندگی کا ہر ہر پہلو اتنا پرکشش ہے کہ

ان پر فرداً فرداً غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہی (واقعہ) ان کی شخصیت کی سب سے بہتر تصویر پیش کرتا ہے، جبکہ کسی دوسرے پہلو پر غور کرتے ہیں تو وہ اور زیادہ پرکشش نظر آتا ہے اور غور وفکر کرنے والا یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ کوئی دوسرا انسان اس بلندی کردار کو پا ہی نہیں سکتا۔ مگر فوراً ہی (علیؑ کی زندگی کا) کوئی تیسرا پہلو ہمیں اسی طرح محصور کرلے گا۔ اور فکر کرنے والا کہہ اٹھے گا کہ اس کے سامنے ایک ایسی شخصیت ہے جو بے پناہ شہرت کی حامل ہے، اس قدر کہ کوئی اس کی عظمت کا بھرپور اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ اسے ماننا پڑے گا کہ علیؑ رزمگاہ میں امام تھے، سیاست میں امام تھے، مذہب میں امام تھے، اس کے علاوہ علم اخلاق (ethics) میں امام تھے، اور اسی طرح وہ فلسفے، ادب، علم و دانش میں امام تھے۔ خدا کے لئے اس طرح کا انسان (کامل) خلق کرنا کوئی مشکل نہیں۔''۶

اسی طرح مشہور مصری شاعر، عیسائی مورخ، ماہر لسانیات جرجی زیدان، علیؑ کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''علیؑ کی ویسی مدح سرائی کر ہی نہیں سکتا، جیسی ان کا انہیں حق ہے۔ ان کی پاکی اور خوف خدا کے اس قدر واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ ہر کوئی ان سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کی عظمت کے پیش نظر سر تسلیم خم کرنے لگتا ہے۔ وہ اسلام کے ایک سچے اور دیانتدار پیروکار تھے۔ ان کے الفاظ اور اقدامات اور شرافت و دانائی ایک پر عقیدہ ہمت کے تابع تھے۔ وہ ایک عظیم انسان تھے، جن کی زندگی اور اس کے مسائل سے تعلق رکھنے والے اپنے خیالات تھے: ۷ انہوں نے کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیا۔ نہ کسی کو گمراہ کیا اور نہ ہی کسی کا ساتھ دے کر اسے چکمہ دیا۔ انہوں نے زندگی کے مختلف موڑوں پر بے پناہ ذہنی اور جسمانی طاقت کا مظاہرہ کیا، جو در اصل ان کے سچے عقیدہ اور ان کے حق و انصاف پر مبنی سچے بھروسہ کی وجہ سے ان کے ہاتھ آئی۔ ان کے پاس کوئی خدمتگار نہ تھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی اپنے غلاموں سے سخت مشقت لی۔ وہ اکثر و بیشتر اپنا کام خود ہی انجام دیتے تھے اگر کسی نے ان کے بوجھ کو اٹھانے کی پیشکش بھی کی، تو آپؑ اسے منع کردیتے تھے۔''۸

ہر فرد کو اپنے علم و ہنر اور استعداد کو بروئے کار لاکر غربت و افلاس اور بھوک اور بے چارگی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے کیونکہ خدا نے روئے زمین پر انسان کو صاحب تصرف بنایا ہے۔: لَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ (اور بلاشبہ ہم نے تمہیں زمین پر صاحب تصرف قرار دیا اور اس میں تمہارے لئے وسائل معاش عطا کیے)۹

لہٰذا انسان کو عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے سعی و عمل کرنا چاہئے تاکہ وہ مثبت نتائج حاصل کر سکے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ'' تمہاری عقل کا یہی فائدہ کافی ہے کہ اس نے تمہاری گمراہی کا راستہ راہ ہدایت سے الگ اور واضح کر دیا ہے۔'' ۱۰ معاش کو معاشرہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے، لہٰذا صرف حسن معاشرت ہی نہیں حسن معاش بھی درکار ہے، تجارت ہو یا تولیداتی امور یادوسری خدمات جیسے مشورتی خدمات یا مدیریت کی ذمہ داری، سبھی کو معاشرہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح محنت اور مزدوری کو بھی معاشرہ سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن کریم میں خدا وعدہ فرماتا ہے:

فَمَن یَّعمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلاَ کُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ کَاتِبُوْنَ (پس جو بھی نیک عمل بجالاتا ہے اور وہ مومن ہے، اس کی سعی رد نہیں کی جائے گی اور بیشک! ہم اس کا حساب رکھتے ہیں۔۱۱

یہاں پر یہ بیان کردینا ضروری ہے کہ عصر جدید کی اصطلاح میں پیداوار کے اسباب و وسائل کو بروئے کار لاکر آمدنی حاصل کی جاسکتی ہے یعنی زمین سے لگان محنت سے مزدوری، تنظیمی امور سے تنخواہ جسے اقتصادیات میں مزدوری ہی کہا جاتا ہے کیونکہ ہر طرح کی جسمانی اور ذہنی محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی علم الاقتصاد میں مزدوری ہے، اور جوکھم (enterprise) جس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو منافع کہتے ہیں۔ پانچویں وسیلہ میں پونجی کو شمار کیا جاتا ہے ۔مگر خود معطل رہ کر کسی دوسرے کو قرض دے کر سود لینا حرام ہے۔ ۱۲

دنیا میں سے اپنے حصہ سے ہمیں منہ نہیں موڑنا چاہئے ، کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ لاتنس نصیبک من الدنیا واحسن کما واحسن اللہ الیک ولاتبتغ الفساد فی الارض ۔ ان اللہ لا یحب المفسدین (دنیا میں اپنے حصہ (کی روزی) سے منہ نہ موڑو اور تم (لوگوں پر) اس طرح احسان کرو جس طرح تم پر اللہ نے احسان کیا ہے، اور زمین پر فساد نہ برپا کرو۔ بیشک! اللہ فساد برپا کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ۱۳

لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ انسان اپنے وسائل کو مع اعضاء وجوارح کے بروئے کا لاتے ہوئے جائز طریقوں سے حصول معاش کرے۔ نہج البلاغہ میں درج ہے کہ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے '' آبرو کے ساتھ مزدوری طریق بد سے حاصل کی گئی دولت سے بہتر ہے ۱۴ اور یہ بھی کہ'' جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے، خدا اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے'' ۱۵ حضرت علیؑ نے قرآن کی آیت وانہ ھو

اغنیٰ واقنیٰ۔ (اور وہی غنی بناتا ہے اور قناعت عطا کرتا ہے۔) ۱۴؎ کے معنی ومطالب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ'' خدا (ہی) ہر ذی روح کو زندہ رہنے کے ذرائع اور آسودگی عطا کرتا ہے اور (وہی انسانوں کو) ان کی محنت کی بدولت سکون عطا کرتا ہے کہ'' اس انسان کی دعا قبول ہوتی ہے، جوعمل صالح بجالاتا ہے۔'' اور نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ محنت کرنا بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ پیغمبرؐ اکرم کے حوالے سے کتابوں میں یہ بھی درج ہے کہ

'' میں ان افراد کو پسند کرتا ہوں جو دھوپ میں (بھی) کسب معاش کے لئے جاتے ہیں۔'' اس طرح وثوق کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاشرہ کے تصور کے ساتھ دیانتداری محنت ومشقت کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔'' جوشخص گھر میں بے کار بیٹھ کر خدا سے روزی کی دعا کرتا ہے، اور اس کے حصول کے لئے کوئی کدو کاوش نہیں کرتا'' اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایسا شخص قابل نصیحت ہے۔ اس سے حدیث پیغمبر کی روشنی میں یہ سوال کیا جانا چاہئے کہ کیا اس (خدا) نے تمہیں روزی کمانے کے لئے تندرست اعضا وجوارح سے نہیں نوازا ہے۔''؟

محنت مزدوری سے پہلو تہی کرنا اور اپنی غرض وضرورت کو پورا کرنے کے لئے اپنی غرض سے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا اور بلاوجہ نظر کرم کی درخواست کرنا کسی بھی معاشرہ میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ'' وادی میں جاکر لکڑی جمع کرنا اور اسے فروخت کرنا، بھیک مانگنے، بے معنی قناعت کرنے اور کاہلی سے بہتر ہے۔'' کاہلی انسان کو غربت میں مبتلا کرتی ہے۔ اور'' غربت وافلاس بڑی موت ہے۔'' ۱۷؎

ظاہر ہے کہ ہر مزدور اپنی عقل، علم اور مہارت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اس طرح، جیسا کہ نہج البلاغہ میں درج ہے'' علم عمل سے وابستہ ہے، لہٰذا جو جانتا ہے، وہ عمل بھی کرتا ہے، اور علم عمل کو پکارتا ہے، اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر، ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہوجاتا ہے۔'' ۱۸؎ اس طرح بے عمل اپنا عمل، اپنی مہارت اور معیشت میں اپنا جائز مقام کھودیتا ہے اس لئے جو ہنرمند ہیں اور علم رکھتے ہیں انہیں کام میں منہمک رہنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ'' سب سے معمولی درجہ کا علم وہ ہے، جو زبان پر ہو اور بلند علم وہ ہے وہ جو اعضاء وجوارح (عمل) سے ظاہر ہو۔'' ۱۹؎

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ'' ہر فرد کی اہمیت اس کی عملی صلاحیت پر مبنی ہوتی ہے''۔ ۲۰؎ اس طرح محنت ومزدوری کرنے والوں کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: علم

وہنر رکھنے والے تجربہ کار مزدور، عام مزدور ومحنت کش کسی بھی معاشرہ اور معیشت کو دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔حضرت علیؑ کا یہ کہنا قیمہ کل امری مایحسنه"یعنی ہر فرد کی اہمیت اس کی صلاحیت عملی پر مبنی ہے) اس بات کا غماز ہے کہ باصلاحیت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔لیکن عام مزدور ومحنت کش کی بھی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ کیونکہ کھیتی کے ساتھ ساتھ، کسی بھی معیشت میں خام مال اس وقت تک انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تیار شدہ مال میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا جب تک مزدور حضرات اور خود ان کے ہاتھوں سے بنائی گئی مشین اور کل پرزے پیداواری سرگرمیوں میں نہ لگ جائیں۔ اس کے علاوہ بھی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے میری نظر میں مزدور کو انسانی سرمایہ کہہ دینا، غلط ہے، انسان انسان ہے، بے جان دام ودرہم اور مشین نہیں! ہم اپنے مقاصد اور مطالب اس وقت اور بھی آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں جب ہم محنت ومشقت کرنے والے انسان کو اس کی عظمت اور جائز مقام عطا کریں۔ غیر انسانی وسائل پر غیر ضروری زور دینے اور اسے بے جا اہمیت عطا کرتے رہنے سے انسان کی عظمت گھٹ جاتی ہے۔ یہی رویہ حسب زر میں مبتلا کرتا ہے حریص صنعت گرتجار قیمتوں میں اضافہ کرتے ہیں غیر ضروری ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور قیمتیں بڑھنا شروع ہوتی ہیں، صرف مصنوعات ہی کی نہیں، خام مال کی بھی۔ اب اگر ایسے میں حکومت کمزور اور خاموش تماشائی بنتی ہے تو معیشت ابتری کا شکار ہوجاتی ہے۔ ایسے میں اصلاحی اقدامات کے ساتھ ساتھ پیداوار کا تولیدی سرگرمیوں کا بڑھانا اور صارفین تک پہونچانا ضرورت بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر فرد کو پیداواری کاموں میں منہمک رہنا چاہیئے، البتہ بقول صاحب نہج البلاغہ دھیان رہے کہ" ہر اس کام سے پرہیز کرو جو خفیہ طور پر تو کیا جاسکتا ہے، مگر اعلانیہ کرنے سے شرم روکتی ہے"۔" ہر ایسے کام سے دور رہو جس کے بارے میں اگر جواب طلب کیا جائے تو انکار یا معذرت پر مجبور ہوجاؤ پس آبرو کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ بننے نہ دو" ۲۱ اور ساتھ ہی" نیک اعمال پر مسرور ہو اور غلطیوں پر افسوس کرو۔"۲۲ اگر ایسا ہوتا ہے تو ہنر ومہارت دونوں میں ترقی ہوتی ہے۔ دیانتداری کے ساتھ مزدوری کو پاک رکھنا ہر ذہنی اور جسمانی محنت ومشقت کرنے والے کے لئے ضروری ہے: حضرت موسیٰؑ کی مزدوری کا قرآن پاک میں جو ذکر ہے اس کو بیان کرکے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: اجر نفسه ثمان ستین او عشراً علیٰ عفة فرجه و طعام بطنه یعنی انہوں نے آٹھ یا دس برس تک اس طرح مزدوری کی کہ اس پوری مدت میں وہ پاک دامن بھی رہے اور اپنی مزدوری (اجرت) کو بھی پاک رکھا۔ ۲۳ پیغام نہج البلاغہ

ہے کہ وما خیر ولاینال الا بشر ویسر لاینال بعسر یعنی وہ بھلائی بھلائی نہیں جو برائی سے (ہاتھ) آئے اور وہ دولت دولت نہیں جو ذلت کی راہ سے حاصل ہو۔ ۲۴؎ کام اوراس کی اجرت دونوں کو پاک صاف رکھنے کا حکم اس لئے ہے کہ معاشرہ اورمعیشت دونوں کا تصور ایک دوسرے سے الگ نہیں ہے، بلکہ پیوسط وپائندہ ہے۔ اس لئے معیشت اور اس میں سرگرم عمل افراداور اداروں کوحرص دولت میں کسی طرح کے استحصال، غلط استعمال اور انسانی حقوق سے بے توجہی کی اورچشم پوشی کرنے کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ یہ ظلم ہے اورظلم کی سزا اور ظالمین پرلعنت ہے۔

معصومین علیہم السلام نے اپنے خطبوں اور اقدامات وعمل کی صورت میں، محنت کرکے روزی حاصل کرنے، کا بہترین نمونہ عمل دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے: حضرت علیؑ کھیتوں میں کام کرتے اور خود کنوئیں کھودتے تھے۔ وہ کھجور پیدا کرتے اور اسے فروخت کرتے اور جو آمدنی ہوتی، اس سے غلام خرید کر آزاد کیا کرتے تھے۔ آج بھی معاشی بدحالی کے شکار افراد اور علاقوں کے لئے یہ کردار قابل تقلید ہے۔ خاندانی وجاہت اورتصور ماضی میں گم نہ ہونا چاہئے۔ صاحب نہج البلاغہ کا یہ پیغام ہے کہ'' جس کا عمل سست ہو، اس کو اس کا خاندان تیز رفتار نہیں کرتا۔'' ۲۵؎ اور یہ کہ'' وقت فرصت کا ہاتھ سے گنوادینا باعث غم ہے۔'' ۲۶؎ یقیناً بےعملی ایک بری عادت وبلا ہے۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفرصادقؑ کھیتی کیا کرتے تھے۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ کسی درویش نے امام محمد باقرؑ کو زمین کی کھدائی کرتے ہوئے دیکھا۔ محنت کرنے کی وجہ سے آپؑ کی سانس پھول رہی تھی اورآپؑ پسینہ سے شرابور تھے۔ اس درویش نے آپؑ سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آپ دنیا کے معاملات میں اس طرح کیوں لگے ہوئے ہیں؟ اس نے یہ بھی کہا کہ:

'' آپؑ آرام فرمایئے۔ اگرآپؑ نے ایسی حالت میں انتقال کیا تو تو آپؑ خدا کو کیا جواب دیں گے؟''

آپ نے جواب دیا:'' اگر میں نے اس طرح داعی اجل کو لبیک کہا تو میں خدا کی بندگی کرتا ہوا جاؤں گا، کیونکہ میں محنت ومشقت کرکے اپنے اہل وعیال کے لئے کسب معاش کررہا ہوں۔ اس طرح کہ میں اپنی زندگی کا بوجھ تیری طرح دوسروں پرنہیں ڈالتا۔'' حدیث میں وارد ہوا ہے کہ'' حلال طریقوں سے دولت کا حاصل کرنا، تاکہ خود اپنی اور اپنے اہل وعیال کی روزی حاصل کی جاسکے، صرف واجبات ہی میں سے نہیں ہے، بلکہ دین کی رو سے قابل مدح بھی ہے'' قرآن پاک افراد اور

گروہوں کو اپنے اعمال سے محنت ومشقت کے ساتھ جائز مطالب اور فوائد حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ ارشاد ہے۔ وَان لیس للانسان الا ماسعیٰ یعنی اور بلاشبہ انسان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر وہ کہ جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے ۲۷ ظاہر ہے کہ جب انسان کسی چیز کو پانے کی کوشش کرتا ہے تو اگر صد فی صد کامیابی نہ بھی ہوتو کچھ تو ضرور حاصل ہوجاتا ہے۔ نہج البلاغہ میں اسی بات کو ہم اس طرح پاتے ہیں کہ'' جوشخص کسی چیز کوطلب کرے تو اسے یا اس کے بعض حصہ کو پالے گا۔'' ۲۸ کام کرنا ضروری ہے، نتیجہ کتنا ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

جناب فاطمہ زہراؑ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ بس یہی کہہ دینا کافی ہے کہ آپ وہ ہیں کہ جب اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں آتیں ، تو حضور کھڑے ہوکر ان کا استقبال کرتے تھے۔ آپؑ کے ہمراہ ایک کنیز فضہ تھیں۔ رسولؐ خدا کے ارشاد کے بموجب فاطمہؑ کے گھر میں اس طرح کامعمول تھا کہ ایک دن آپؑ خود امور خانہ داری انجام دیتی تھیں اور ایک دن فضہ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس دن فاطمہؑ کام کرتی تھیں، وہ دن فضہ کے لئے آرام کا دن ہوتا تھا ، اور اگر فاطمہؑ اپنی باری والے دن بیمار ہوتیں، یا طبیعت ناساز ہوتی تھی تو اس دن فضہ نہیں بلکہ علیؑ خود امور خانہ داری انجام دیتے تھے۔ عصر جدید کی تہذیب یافتہ دنیا میں اجرت سمیت چھٹیوں کی مانگ اور بین الاقوامی تنظیم برای مزدور ومحنت کش کی سفارشوں اور اس پرعمل درآمد کے پس منظر میں قارئین پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ بیسویں صدی میں ہفتہ میں ایک دن اور اس کے علاوہ تہوار وغیرہ کی اہم تاریخوں کے اعتبار سے جو چھٹی ملتی ہے۔ اس کا تصور اب سے صدیوں پہلے عملی شکل میں تعلیمات پیغمبرؐ کی روشنی میں اہلبیتؑ پیش کر چکے تھے ۔ ساتھ ہی ساتھ گھروں میں اجرت پر خدمت انجام دینے والوں (Household Servants) کے لئے اجرت سمیت چھٹی (Paid Holidays) کا بھی اہتمام عہد رسالت میں رائج تھا۔ کیا یہ بات محنت ومزدوری کی عظمت کی طرف ایک عملی پیش رفت نہیں ہے؟

گھریلوملازمین کو اس دور میں غلام اور کنیز کہا جاتا تھا ، مگر تعلیمات پیغمبرؐ کے بعد ان سے اس طرح کا سلوک نہیں کیا جاتا تھا ، جیسا کہ خود دنیائے عرب میں دور جاہلیت میں روا سمجھا جاتا تھا ، یا یہ کہ دوسرے ممالک میں بھی اسلام کے زیر اثر یہ غلام اور کنیز اپنے مالکان سے بشرط استواری پورا انصاف حاصل کرتے تھے ۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وظلم الضعیف اَفحش الظلم اور

کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ ۲۹

حضرت علیؑ کے پاس دو غلام۔ قنبر اور سعید تھے۔ قنبر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ بنفس نفیس اپنا کام خود انجام دیتے تھے۔ اپنے کپڑے آپ دھوتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو ان کی مرمّت بھی خود ہی کرتے تھے۔ یہی نہیں آپؑ دوسرے کمزور اور اپاہجوں کی مدد بھی فرمایا کرتے تھے۔ روز مرہ کی ضروریات کے لئے کنوئیں سے پانی خود ہی نکالا کرتے تھے۔ ایک بار آپؑ نے ایک ضعیفہ کو دیکھا جو اپنا بوجھ خود مشکل سے اٹھا پا رہی تھی۔ آپؑ نے بڑھ کر اس کے لکڑیوں کے گٹھر کو خود اٹھا لیا اور اسے اس کو بوجھ سے نجات فراہم کرتے ہوئے اس گٹھر کو اس کی جھونپڑی تک پہونچا دیا۔

اجباری مشقت یا بیگار

اس وقت کی معیشت کے ڈھانچہ اور اقتصادی ترقی کی ضرورت کے لحاظ سے ''زمین کی قوت نمو میں ترقی اور محنت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اجرت کی پوری ادائیگی ایسے دو مضبوط ستون تھے، جن کی بنیاد پر علیؑ ایک اچھے اور پاک باطن معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتے تھے۔ ایک مخصوص مقام سے چند افراد علیؑ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہمارے علاقہ میں ایک نہر ہے، جو اب مٹی سے پٹ گئی ہے۔ اگر اسے پھر سے کھدوا دیا جائے تو ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہوگی۔ پھر انہوں نے آپؑ سے استدعا کی کہ آپؑ ہمارے علاقہ کے گورنر کو لکھ دیں کہ وہ ہر فرد کیلئے یہ لازم قرار دے دیں کہ وہ نہر کی کھدائی کے کام میں حصہ لیں۔ امیر المومنینؑ نے نہر کی کھدائی کے کام اور اس کی ضرورت سے تو اتفاق کیا، مگر ان کی اس ستدعا سے اتفاق نہیں کیا کہ لوگوں کو کھدائی کے کام پر مجبور کیا جائے۔ آپؑ نے علاقہ کے گورنر، قرضہ بن کعب کو لکھ بھیجا کہ تمہارے علاقہ کے چند افراد میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اس علاقہ میں وہاں ایک نہر تھی، جو اب مٹی سے پٹ گئی ہے۔ اگر یہ لوگ اس نہر کو ایک بار پھر سے کھود لیں گے، تو یہ کام علاقہ کی ترقی کا باعث ہوگا اور وہ زمین کا لگان ادا کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ یہ (کام) اس علاقہ میں رہنے والے مسلمانوں کی آمدنی میں بھی اضافہ کا باعث ہوگا۔

''ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم کو ایک خط اس طرح کا لکھ دیا جائے کہ تم اس جگہ کے لوگوں کو جمع کر کے ان سے نہر کی کھدائی کیلئے اور اسے لازم قرار دے دو کہ ان میں سے ہر ایک اس کام کے اخراجات کی ذمہ داری سنبھالے۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ کسی شخص کو اس کام کیلئے مجبور کیا

جائے، جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم لوگوں کو بلاؤ اور ان میں سے انہیں مقرر کرلو، جو راضی خوشی سے کام کرنا چاہیں۔ اور جب نہر بن جائے تو صرف وہی لوگ، جنہوں نے اس کی کھدائی میں حصہ لیا تھا، اسے اپنے تصرف میں لاویں گے، اور وہ جو اس کام میں حصہ نہیں لیں گے وہ اس کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال نہ کرسکیں گے۔ اگر یہ لوگ اپنے علاقہ کو ترقی دیتے ہیں اور ان کی مالی حالت بہتر ہوجاتی ہے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کمزور ومفلوک الحال رہیں۔''۳۰ اس طرح سے حضرت علیؑ علاقہ کے ہر فرد کو اس کام میں تعاون کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔

جارج جرداق رقمطراز ہیں کہ ''علیؑ کسی کو اس کی مرضی کے خلاف جبراً مشقت کرنے پر مجبور کرنے کو قانوناً جائز تصور نہ کرتے تھے، حالانکہ ان لوگوں میں سے ایک گروہ اس لائحہ عمل کو بروئے کار لانا چاہتا تھا۔ وہ بات جو قابل ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ ہر شخص کو کام کرنا چاہیے ۔ اس لئے علیؑ نے لوگوں سے کہا تمہیں کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیکار بیٹھے رہنے کا نہیں جہاں تک نہر کا تعلق ہے، صرف وہی لوگ جو اس کی کھدائی میں حصہ لیں گے، اس سے فائدہ اٹھانے کے حقدار ہوں گے (اور) جو اس کام (کھدائی) کو کرنا نہیں چاہتے، انہیں اس کام کے کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ کام کو خوشدلی کے ساتھ از خود کرنا چاہیے، کسی زور زبردستی سے نہیں۔''۳۱ یہ تھا وہ اصول جس پر حضرت علیؑ کاربند تھے۔

مندرجہ بالا عبارت کے تحت اپنے نوٹ میں جارج جرداق نے تحریر کیا ہے کہ ''گورنر کے نام اپنے خط کی ابتداء میں امیر المومنینؑ نے اس سے یہ کہا کہ اسے لوگوں کو نہر کی کھدائی کا کام کرنے کے لئے اور اس کام کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے آمادہ کرنا چاہئے۔ وہ جو خود کام نہ کرسکے۔ اسے کسی دوسرے کو اپنی طرف سے کام کرنے کے لئے اجرت پر رکھ لینا چاہئے۔ آپؑ نے یہ بھی لکھ بھیجا تھا کہ ''نہر کے مالک ہونے سے مراد'' وہ لوگ ہوں گے، جو اس کی کھدائی میں جسمانی طور پر یا رقم خرچ کرکے شریک ہوں گے، وہ نہیں، جو اس کام کو انجام دینے سے پہلو تہی کریں گے اور جب تک ان کی آبپاشی کی ضرورت نہیں ہوتی، دوسرے اس نہر کا استعمال نہیں کرسکتے۔'' علیؑ کے مرتب کئے گئے یہ اصول وہ اساس ہیں جس پر مغربی مفکرین کے عظیم عقائد اور خیالات مبنی ہیں۔''۳۲

کسی کو کسی پر زور زبردستی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ کوئی خود اس عمل کو اپنے لئے پسند نہیں

کرے گا: لہٰذا چاہے معاشرتی معاملات ہوں یا کہ معاش سے وابستہ اقدامات، سبھی کو خوشدلی کے ساتھ انجام دیا جانا چاہیے۔ کتنے پرمعنی اور پر اثر ہیں علیؑ کے یہ الفاظ: یا بنیّ اجعل نفسک میزاناً فیما بینک و بین غیرک واحبب لغیرک ماتحب لِنفسک واکرہ لہ ماتکرہ لھا ولا تظلم کمالا تحب ان تظلم فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے خود اپنے لئے پسند ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کر،اور جو بات تو خود اپنے لئے ناپسند کرتا ہے، ان کے حق میں بھی ناپسند کر۔ اور کسی پر ظلم نہ کر، کیونکہ دوسرے کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا ہے)۳۳؎

سماجی محافظت وسالمیت

ایک بار حضرت علیؑ نے ایک بوڑھے نابینا کو بازار میں بھیک مانگتے ہوئے دیکھا، تو تعجب سے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا کررہا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ مولا! یہ ایک نصرانی ہے۔حضرتؑ نے اظہار تعجب کیساتھ فرمایا: جب وہ جوان اور طاقتور تھا، تو تم نے اس سے کام لیا اور آج وہ بوڑھا اور کمزور ہوگیا ہے تو تم نے اسے بے سہارا چھوڑ دیا ہے کہ وہ بھیک مانگ کر اپنا پیٹ پالے۔ جاؤ، بیت المال سے اس کا خرچ پورا کرو!۳۴؎

کاش! دنیا نے اور خاص کر دنیا کے ترقی یافتہ خوشحال ممالک نے اس پر عمل کیا ہوتا، تو آج دنیا میں مزدوروں کی یہ حالت نہ ہوتی جو ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے بین الاقوامی تنظیم برای مزدوری ومحنت کش کے اس بیان کی روشنی میں کہ آج بھی دنیا کی ۸۰ فیصد آبادی کو معیاری سطح کی اجتماعی محافظت نصیب نہیں ہے، یہ دریافت کیا جاسکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ جبکہ تمام وسائل وامکانات کی فراوانی موجود ہے!

مزدوری کی بروقت ادائیگی

اسلام میں مزدور اور مزدوری کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے پیغمبرؐ اکرم کا یہ ارشاد کافی ہے کہ اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ(مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو ۳۵؎اس طرح حق محنت کشاں بھی واقع ہوتا ہے کہ خرید وفروخت میں تو قیمت معاملہ طے ہونے کے بعد سامان کے خرید لینے کے بعد اس کے ہاتھ آجانے پر یا سامان پرحق ملکیت مل جانے کے بعد ادا کی جاتی ہے، یا پھر بعد میں بھی کسی معاہدہ کے تحت ادا کی جاسکتی ہے۔مگراس کے برخلاف ادھر

مزدور نے کام ختم کیا اس کو اس کی طے شدہ اجرت کے ہر حال میں فوراً ادا کرنے کا حکم ہے! حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں قیامت میں تین طرح کے لوگوں سے جھگڑا کروں گا، ایک وہ جس نے خدا کو درمیان میں ڈال کر قول واقرار کیا یا خدا کو درمیان میں ڈال کر اور اسے ضامن قرار دیکر کسی سے قرض لیا اور ادانہیں کیا۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو بیچا اور تیسرا وہ جس نے مزدور کو لگایااورنہ اس سے کام لیا اور نہ اس کی مزدوری اسے دی (بخاری، حدیث ۳۴۳)۔مزدور پر کسی طرح کا ظلم نہ ہونا چاہیے اور ظالم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یوم العدل علی الظّالم اشدّ من یوم الجور علی المظلوم (انصاف کا دن ظالم کے لئے مظلوم پر ستم کے دن سے زیادہ سخت ہوگا۔۳۶ یہاں یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ محنت اور مزدوری کرنے والے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ کسی حرام کام کو کر کے آزوقہ حاصل نہ کرے اور نہ ہی اپنی عزت نفس کو کھوئے۔ اس ضمن میں کام لینے والے کی بھی ذمہ داری ہے بلکہ شرعی ذمہ داری ہے کہ نہ تو وہ خود معصیت میں مبتلا ہو اور نہ کسی دوسرے کو اس میں مبتلا کرے۔ ہم اکثر سنتے ہیں کہ کوئی اصول پسند مزدور یہ کہتا ہے کہ ہاتھ بیچا ہے ذات نہیں! یہ جملہ اسی بات کا غماز ہے کہ کام لینا ہے تو اصول پر کاربند رہو تم بھی اور ہم بھی، اور اس کا بھی کہ مالک اور مزدور میں انسانیت کا رشتہ قائم رہنا چاہئے۔ نہج البلاغہ میں درج ہے کہ امام حسنؑ کے لئے وصیت میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ لاتکن عبد غیرک وقد جعلک اللہ حرّا یعنی کسی کا غلام نہ بننا کیونکہ خدا نے تمہیں آزاد خلق کیا ہے۔ ۳۷ غلامی سے بہتر تو یہ ہوگا کہ جہاں عزت کے ساتھ کام ملے وہاں جا کر مزدوری کی جائے اور خدا پر بھروسہ کے ساتھ قناعت پر عمل در آمد کرتے ہوئے باعزت زندگی گذاری جائے کیونکہ قناعت وہ مال ہے، جو ختم نہیں ہوتا (القناعة مال لاینفد) ۳۸

نہج البلاغہ میں موجود یہ جملہ ان لوگوں کا احاطہ بھی کرتا ہے، جو مزدور سے کام لے کر اسے کم مزدوری دیتے ہیں کہ فما جاع فقیر الاّ بما منع به غنی واللہ تعالی جدہ سائلھم عن ذالک پس جو فقیر بھی بھوکا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مالدار نے اسے محروم رکھا اور خدائے بزرگ و برتر ان لوگوں سے جواب طلب کرے گا۔۳۹ یوں بھی دولت مند کے مال میں سائلین اور محرومین کا حق قرار دیا گیا ہے، اس حق کی پامالی نہ کرنے ہی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے دولتمندوں اور متمول حضرات کو دوسروں کی خاص کر غریبوں کی جن میں مزدور اور محنت کش حضرات شامل ہیں، بھرپور مدد کرتے رہنا چاہئے۔ قناعت، سفر دنیا میں سبک باری اور خیال آخرت کے مدّ نظر حضرت علیؑ کے

مندرجہ ذیل الفاظ کتنے وزنی اور پر معنی ہیں۔آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''اس سفر (دنیا) میں تیرازاد راہ ضرورت سے زیادہ نہ ہونے پائے، کیونکہ اگر تو طاقت سے زیادہ بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھا کے چلے گا تو تیرے لئے وبال جان بن جائے گا، لہٰذا اگر بھوکے مزدور تیرازاد راہ قیامت تک کے لئے اٹھانے کو مل رہے ہوں، تو انہیں غنیمت جان اور اپنابوجھ ان پر رکھ دے، تا کہ کل ضرورت پر یہ توشہ تجھے کام دے۔''۴۰

ہر نظام اور ہر تنظیم کے لئے بنیادی سماجی اور اقتصادی اصولوں کی ضرورت ہے عبادت کے اصل مفہوم اور مقصد کو پورا کرنے کے لئے پختہ عقیدہ کے ساتھ ساتھ اعمال صالح کی ضرورت ہے۔قرآن کریم کا ارشاد ہے: قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا، الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا، کہدو کہ کیا ہم تمہیں اپنے اعمال کے اعتبار سے گھاٹے میں رہنے والوں کا پتہ بتائیں، جن کی دنیاوی زندگی کی محنت سب رائیگاں جاچکی ہے، حالانکہ وہ یہ خیال کررہے ہیں کہ ہم اچھے اچھے کام انجام دے رہے ہیں ۴۱

حوالے:

1.Yusf N. Laljee Ali the magnincent, Shafaq Publcation, Qum, Ir Lran, P 201

۲۔دیباچہ نہج البلاغہ،مصر

3.Yosuf N. Laljee Ali The Magnificent , Shataq Publication Ir Iran P.201

۴۔اس کتاب کا اردو ندائے عدالت انسانی اور انگریزی میں The Voice of Human Justise کے نام سے ترجمہ ہوچکا ہے۔'' انسانی حقوق کی تاریخ میں علیؑ ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ان کے نظریات اسلام وابستہ تھے۔ انکے نظریات کا اہم نکتہ یہ تھا کہ ستمگری اور خود سری کا خاتمہ ہونا چاہئے ، اور لوگوں کے مابین تفاوت کو سمجھنا ہے، اسے معلوم ہے کہ وہ علیؑ ظالموں کی گردن پر کھنچی ہوئی تلوار تھے۔''

۵۔بحوالہ نہج البلاغہ (انگریزی)،ترجمہ سید حسن عسکری جعفری، سیرت الزہراؑ کمیٹی، حیدرآباد، آندھراپردیش،صفحہ ۱۴

۶۔AR eview of eharacter of Ali،صفحہ ۴۰، بحوالہ نہج البلاغہ (نگریزی) ترجمہ سید حسن عسکری جعفری (مندرجہ بالا)

۷۔ان کے خیالات وہی تھے، جو پیغمبرؐ کے تھے، جن کا ذکر قرآن کریم بھی کرتا ہے۔

۸۔بحوالہ نہج البلاغہ(نگریزی)،ترجمہ سید حسن عسکری جعفری، سیرت الزہراؑ کمیٹی حیدرآباد، آندھراپردیش،صفحہ ۱۱

۹۔سورۂ الاعراف ،آیت ۱۰۔

۱۰۔کلمات قصار ۴۱۴، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی ، احباب پبلیشرس ،لکھنو، ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۹۹۳

۱۱۔سورہ الانبیاء ، آیت ۹۴

۱۲۔سود کی تھیوری (Theeory of Interest)علم اقتصاد میں عرصہ دراز سے ایک کمزور طریقہ نظر آرہا ہے، اور آج بھی شرح سود کی تشریح اور اسے مقرر کرتے وقت ماہرین اقتصادیات کے مابین ،علم اقتصاد کے کسی (بھی) عام نظریاتی پہلو کی بنسبت کہیں زیادہ اختلاف رونما ہوجاتا ہے۔"

Godfrued Heberler Prosperty and Depression, League of Natohs, First editon , p1950

۱۳۔سورۂ القصص، آیت ۷۷

۱۴۔ مکتوب شمارہ ۳۱، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ، نہج البلاغہ ، مرتبہ انصار حسین ماہلی ، احباب پبلشرس،لکھنو، ۱۹۸۲ء،صفحہ ۸۱۷

۱۵۔کلمات قصار شمارہ ،۱۲۳، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس، لکھنو،۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۲۷۔

۱۶۔سورہ النجم ، آیت ۴۸۔ نہج البلاغہ،

۱۷۔کلمات قصار، شمارہ ۱۵۵، نہج البلاغہ مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس ،لکھنؤ ۱۹۸۲، صفحہ ۹۷۹

۱۹۔کلمات قصار شمارہ۸۹، نہج البلاغہ مرتبہ سید انصار حسین ماہلی احباب پبلشرس لکھنؤ، ۱۹۸۲،

۲۰۔کلمات قصار، شمارہ ۸۱، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار ماہلی، احباب پبلشرس،لکھنؤ ۱۹۸۲، صفحہ ۸۶۳

۲۱۔مکتوب شمارہ۶۹، حارث الہمدانی کے نام ، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی ، احباب پبلشرس لکھنؤ۱۹۸۲ء صفحہ ۸۶۰

۲۲۔ مکتوب شمارہ ۶۶، عبد اللہ ابن عباس کے نام ایک خط ، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ

۲۳۔مشکوٰۃ ، شمارہ ۳۱، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ، نہج البلاغہ مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس، لکھنؤ، ۱۹۸۲، ۱۹۸۲، صفحہ ۸۱۷

۲۴۔کلمات قصار، شمارہ ۲۳، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ، ۱۹۸۲، صفحہ ۹۰۴

۲۶۔کلمات قصار، شمارہ ۱۱۵، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس،لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۲۵

۲۷۔سورۂ النجم، آیت ۳۹

۲۸۔کلمات قصار شمارہ، ۳۸۶، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۳۱

۲۹۔مکتوب شمارہ ۳۱، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ ، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحہ ۷۸۱۔

30.George Jordac the Voice of Human Justice tr,M.Fazal Haq Ansaryan Publication Qum, Iran 1990 P. 175.

۳۱۔ ایضاً ،صفحات ۱۷۶۔۱۷۵

۳۲۔ایضاً (حاشیہ)،صفحات ۱۷۷،۱۷۶

۳۳۔مکتوب ۳۱، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ ، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۷۷۶

۳۴۔وسائل الشیعہ ، جلد ۱۱، صفحہ ۴۹

۳۵۔مشکوٰۃ ،طبع امرتسر، حدیث ۳۴۴

۳۶۔کلمات قصار، شمارہ ۳۳۵، نہج البلاغہ ، مرتبہ انصار حسین، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۹۷۴

۳۷۔مکتوب ۳۱، نہج البلاغہ ،مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۷۸۰

۳۸۔کلمات قصار، شمارہ ۴۶۷، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۱۰۰۳۔

۳۹۔کلمات قصار، شمارہ ۳۲۱، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۹۷۳

۴۰۔مکتوب ۳۱، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ ، نہج البلاغہ ، مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ءصفحہ ۷۷۶۔۷۷۷

۴۱۔سورۂ الکہف، آیات ۱۰۳۔۱۰۴